کریڈیٹ اور ڈیبٹ کارڈز شریعت اسلامیہ کی روشنی میں جائزہ

Analysis of Credit and Debit Cards in Islamic Perspective

Muhammad Sagheer Bin Kabir Khan

Ph D Scholar, Islamic Studies Department, Green International University, Lahore:muhammadmuneerrazam@gmail.com

Abstract

This article examines the permissibility of credit cards and debit cards under Islamic jurisprudence. In the light of Shariah principles, we analyze the concepts of riba (usury), gharar (uncertainty), and maisar (gambling), and their implications on modern payment methods. We explore the differences between credit cards, which often involve interest and uncertainty and debit cards, which may be considered a more permissible option. The article discusses the views of prominent Islamic scholars and jurists on the matter, highlighting the need for Muslims to be cautious when using credit cards and to opt for Shariah-compliant alternatives. By understanding the Islamic perspective on credit cards and debit cards, Muslims can make informed decisions about their financial transactions and ensure compliance with their faith.

Keywords: Credit Card, Debit Card, Islamic Jurisprudence.

حقیقی زر یا اثمان خلقیہ (سونا اور چاندی) کے مقابلے میں پہلے کاغذی کرنسی کو بطور متبادل متعارف کرایا گیا ابھی اس کے متعلق شرعی مباحث بشکل مکمل ہوئے تھے کہ بیسویں صدی کے پہلے ربع میں پلاسٹک زر مارکیٹ آکر متعارف ہو گیا ہر چند کہ اس کے آنے سے چند فوائد مثلاً خطرات سفر سے حفاظت، نقد رقم ہر جگہ میسر آنا اور نوٹوں کے

جھمیلے بوقت خرید آزادی وغیرہ حاصل ہوئے، تاہم اس کے باعث حقیقی زر ایک قدم اور پیچھے چلا گیا اور دنیا کی معیشت پر قابض یہود بے بہود کے لیے سود خوری کا ایک نیا باب کھل گیا۔

کریڈٹ کارڈ کیا ہے؟

پلاسٹک زر کے طور پر استعمال ہونے والا اور کی دھات (Metal) کا بنا ہوا یہ کارڈ تقریباً 5۔5 سے 8۔5 سینٹی میٹر سینٹی میٹر کا ہوتا ہے۔ اس پر کارڈ کے مالک کا نام، تاریخ اجراء اختتام، 14 یا 16 نمبر زپر مشتمل ایک سیریل، اجراء کنندہ ادارے کا نام اور دیگر ضروری تفصیلات درج ہوتی ہیں۔ بینک اور صارف یا کارڈ کے مالک Holder Card کے باہمی تعلق کے نتیجے میں جو کارڈ جاری کی جاتے ہیں ان کی فی زمانہ دو ہی قسمیں مستعمل ہیں:

ا۔ڈیبٹ کارڈ

۲۔ کریڈٹ کارڈ

ا۔ڈیبٹ کارڈ کی تعریف:

ڈیبٹ کارڈ وہ کارڈ ہے جو درحقیقت حامل کارڈ کے بینک اکاؤنٹ میں موجود رقم نکلوانے یا خریداری کے لیے استعمال کرنے کا آسان ذریعہ ہے۔ اس کے ذریعے وہ بوقت ضرورت اپنے اکاؤنٹ میں موجود رقم کا ایک محدود حصہ نکال بھی سکتا ہے یا موجود تمام رقم سے خریداری بھی کر سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کارڈ کے استعمال میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔

البتہ دو امور قابل تنقیح ہیں:

اول یہ کہ بینک اس کارڈ کے اجراء، استعمال اور تجدید پر حق الخدمت لیتا ہے

دوم یہ کہ جب وہ تاجر جس کے ہاں کارڈ کے ذریعے خریداری کی گئی ہے، متعلقہ بینک سے مطلوبہ رقم وصول کرتا ہے تو بینک عموماً پوری رقم ادا کرنے کی بجائے ۳ فیصد کٹوتی کرتا ہے۔

جہاں تک امر اول کا تعلق ہے تو چونکہ بینک ایک طرف حامل کی سہولت کی خاطر پیسے مہیا کرنے والی مہنگی مشین " ATM " نصب کرتا ہے اور دوسرے کارڈ کے اجراء تجدید وغیرہ پر محنت کرتا ہے حق الخدمت وصول کرنا جائز ہے۔

جہاں تک امر دوم کا تعلق ہے تو چونکہ کریڈٹ کارڈ میں بھی نوعیت ایسی ہی ہوتی ہے اس لیے سطور ذیل میں اس کے متعلق بحث کرتے ہوئے اس کی وضاحت بھی وہیں ہو جائے گی۔

۲۔ کریڈٹ کارڈ کی تعریف:

کسی مالیاتی کمپنی کی طرف سے گاہک (Card Holder) کو جاری کیا جانے والا کارڈ جو اسے عموماً قیمت فروخت پر فنڈز ادھار لینے کی سہولت مہیا کرتا ہے۔ اس پر عموماً خریداری کے بعد ایک ماہ کی مدت (مقررہ) برائے ادائیگی گزر جانے کے بعد سود لگایا جاتا ہے۔

یعنی کریڈٹ کارڈ ایک ایسا پلاسٹک کارڈ ہے جو در حقیقت حامل کارڈ (Card Holder) کو یہ سہولت فراہم کرتا ہے کہ اگر اس کے بینک اکاؤنٹ میں رقم موجود نہ بھی ہو تو وہ بینک سے نقدی کی صورت میں یا خریداری کی صورت میں ادھار لے سکتا ہے۔ کریڈٹ کارڈ جس معاہدہ Agreement کے ذریعے حاصل ہوتا ہے وہ ادھاری کا معاہدہ ہے۔

کریڈٹ کارڈز سود کی بلند ترین شرح تقریباً ۱۹ فیصد سالانہ پر جاری کیے جاتے ہیں اور پوری دنیا میں معروف ہیں:

اگر حامل کارڈ اسے خریداری کے لیے استعمال کرتا ہے تو ایسی صورت میں ۴۵ دن یا ۵۳ دن یا ایسی ہی کسی مدت تک اسے اختیار ہوتا ہے کہ وہ بلا سود اتنی ہی رقم بینک کو ادا کر دے جس کی اس نے خریداری کی ہے۔ اگر وہ اس مخصوص مدت میں یہ رقم ادا نہ کر پائے تو اسے زائد رقم بعنوان ''جرمانہ'' ادا کرنی پڑتی ہے۔ جو ظاہر ہے کہ سود ہی ہے۔
اگر وہ اس کارڈ کے ذریعے نقد رقم نکلوائے تو ایسی صورت میں پہلے ہی دن سے اسے سود ادا کرنا پڑتا ہے۔

دنیا بھر میں کارڈز کی تعداد:

سن ۱۹۸۷ء تک صرف برطانیہ میں اکتیس (۳۱) ملین کارڈز جاری ہو چکے تھے جبکہ جاپان میں ۱۹۸۵ء میں کی پچاسی (۸۵) ملین کارڈز جاری ہوئے۔ دنیا بھر میں ۱۹۸۷ء تک آٹھ سو (۸۰۰) سے زائد کارڈ موجود تھے۔ امریکہ میں ۱۹۸۶ء میں امریکی بینکوں کے جاری کردہ کارڈز پر دو سو پچھتر (۲۷۵) ملین ڈالر منافع (سود) کمایا گیا۔ 1990ء میں پلاسٹک کرنسی یا کریڈٹ کارڈ نے اسلامی دنیا کا رخ کیا اور کاروباری مراکز کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ کم و بیش ایک

کروڑ میں لاکھ کاروباری مراکز دنیا بھر میں اس سے وابستہ ہوئے جن میں زیادہ تر یورپ اور عرب دنیا کے تجارتی مراکز ہیں۔

بعض مشہور کارڈز:

ویزا(VISA)آرگنائزیشن کارڈ

یوروکارڈ

امریکن ایکسپریس کارڈ

ماسٹر کارڈ

ڈائنیز زکلب کارڈ

یونی کارڈ

حبیب بینک کارڈ

سٹی کارڈ

کریڈٹ کارڈ کے فریق اوران کے مابین تعلق:

ا۔ پلاسٹک زر یعنی ڈیبٹ کارڈ ہو یا کریڈٹ کارڈ، معاملہ کے تین فریق ہیں: کارڈ ہولڈر جو کہ کارڈ کی وجہ سے خریداری یا اپنی ضروریات کی خدمات حاصل کر سکتا ہے۔ متعلقہ بینک جس نے یہ کارڈ جاری کیا اور اس کارڈ کے امور کی نگرانی کر رہا ہے۔

تاجر جس سے خریداری کی گئی یا تجارتی کمپنیاں یا خدمات فراہم کرنے والے ادارے جو اس کارڈ کو قبول کرتے ہوئے اس کے ذریعہ لین دین کریں۔[1]

---

[1] یہ ساری ابحاث ڈاکٹر نور احمد شاہتاز کی کتاب سے لی گئی ہیں۔

نور احمد شاہتاز، کریڈٹ کارڈ (تاریخ۔ تعارف۔ شرعی حیثیت): کراچی، ماڈرن اسلامک فقہ اکیڈمی، ط۹، دسمبر ۲۰۱۲، ص ۱۳-۲۰۔

Noor Aḥmad Shahtāz, Credit Cārd. (Tāreekh-Ta’āruf. Shari Ḥathiyat): Karachi, Modern Islamic Fiqh Academy, December 2012, p 13-20

کریڈٹ کارڈ فقہ اسلامی کے تناظر میں:

جہاں تک ان تینوں کے درمیان طے پانے والے معاہدہ کا تعلق ہے تو فقہی اعتبار سے یہ معاملہ حوالہ کا ہے۔ ایسی صورت میں حامل کارڈ

(Card Holder) محیل" ہوگا، تاجر "محتال یا محتال لہ" ہوگا، بینک "محتال علیہ جبکہ وہ مال یا مطالبہ جس کا تقاضا کیا گیا محال بہ ٹھہرے گا۔ گویا حامل کارڈ (محیل) نے تاجر (محتال لہ) کو رقم وصول کرنے کے لیے بینک (محتال علیہ) کے حوالے کر دیا کہ وہ رقم جو میرے ذمہ خریداری کی وجہ سے واجب الاداء ہے وہ تم بینک سے وصول کر لو یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عموماً حوالہ میں محیل، محتال لہ کو جس کے حوالے کرتا ہے، وہ اس کا دین دار یعنی مقروض ہوتا ہے۔ ڈیبٹ کارڈ کی صورت میں تو یہ واضح ہے کیونکہ بینک کے پاس حامل کارڈ کی رقم موجود ہے۔ لیکن کریڈٹ کارڈ کی صورت میں ایسا نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ فقہ حنفی میں حوالہ کے لے کی محتال علیہ کا محیل کا مقروض ہونا ضروری نہیں ہے۔ مولانا ظفر احمد عثمانی لکھتے ہیں:

ولا يشترط كونه المحتال عليه صديوناً للمحيل كمالا يشترط في الكفالة كون الكفيل مديون للاصيل، لأن الحوالة والكفالة كلاهما متقاربان

اور محتال علیہ کے لیے محیل کا مقروض ہونا شرط نہیں ہے جیسا کہ کفالہ کی صورت میں کفیل کے لیے اصیل کا مقروض ہونا شرطا نہیں ہے کیونکہ حوالہ اور کفالہ دونوں ایک دوسرے کے قریب ہیں۔"[2]

اس بحث کا سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ یہ معاملہ ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں سودا کرنے کی شرط فاسد کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ اس شرط فاسد کے ہوتے ہوئے اس معاملہ میں فریق بن کر کریڈٹ حاصل کرنا جائز بھی ہوگا یا نہیں؟

---

[2] العثمانی، ظفر احمد، مولانا، اعلاء السنن: سعودیہ مکہ المکرمۃ، مکتبہ عباس احمد الباز، ۱۹۹۷م، ۲/ ۵۵۸
Uthmānī, Zafar Aḥmad, Moulana, A'lam o Sunan,: Saudia, Makkah al-Mukarramah, Abbas Aḥmad al-Baz,1997, 2/558

قائلین جواز کا موقف اور ان کے دلائل:

علماء کرام کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ کریڈٹ کارڈ کے معاملہ میں شرط فاسد کے ہوتے ہوئے بھی اس میں فریق بنا کر ریکارڈ حاصل کرنا جائز ہے۔

ان علماء کرام کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

بینک نے کریڈٹ کارڈ جاری کر کے حامل کارڈ کو قرض دیا ہے اور اس قرض کی ایک ذیلی شق سود ادا کرنا ہے۔ اس شرط فاسد سے اصل عقد فاسد نہیں ہوگا۔ البتہ شرط فاسد کا عائد کرنا گناہ ہے۔ اگر کارڈ ہولڈر اس بات کا پختہ عزم کرے کہ وہ اس شرط کی نوبت ہی نہیں آنے دے گا تو پھر انشاء اللہ گناہ بھی نہیں ہوگا۔[3]

یہی بات مجلس شرعی مبارکپور (انڈیا) کے ایک فیصلہ میں بھی ملتی ہے:

چونکہ اصل گناہ زائد رقم دینا ہے۔ اس کی وجہ سے اس شرط کا قبول کرنا بھی گناہ ہوتا ہے لیکن یہاں اس کے ساتھ ایک شرط ایسی بھی ہے جو زائد رقم دینے سے خالی ہے اور عاقد کا عزم اس پر عمل کا بھی ہے اور فی الواقع اس پر اس کا عمل بھی ہے۔ ساتھ ہی اسے سقوط خطر طریق وغیرہ کا فائدہ بھی حاصل ہو رہا ہے، اس لیے خلاف عزم محض یہ لفظی یا تحریری شرط گناہ نہیں ہے۔[4]

شارح مجلہ شیخ علی حیدر کی رائے یہ ہے کہ کسی کو قرض دینا عقد تبرع ہوتا ہے:

التبرع هو اعطاء الشيء غير الواجب اعطاءه احساناً من المعطى [5]

---

[3] مفتی محمد فاروق محمد اسامہ کا فتوی، کریڈٹ کارڈ کے شرعی احکام: کراچی، دارالاشاعت، (جامعہ احتشامیہ، جیکب لائن)
Muftī Muḥammad Farooq, Muḥammad Usama ka Fatwa, Credit Card ky Shari'ī Ahkām, Karachi, Dar al Asha'at, Jamia Ihteshāmia, Jakab Line

[4] نظام الدین رضوی، مفتی مجلس شرعی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کا چودھواں فقہی سیمینار موضوعات، مذاکرات، فیصلے، ماہنامہ) اشرفیہ مدیر) مبارک حسین مصباحی، انڈیا، مبارکپور، اعظم گڑھ، ۲۰۰۷، اس: ۳۸۔ اہل سنت و جماعت بریلوی مکتبہ فکر کی قائم کردہ مجلس شرعی مبارکپور میں قائم دینی درسگاہ الجامعۃ الاشرفیہ کے زیر انتظام ہے۔ ملاحظہ ہو: www.aljamiatulashrafia.org

[5] علی حیدر، درر الحکام شرح مجلہ الاحکام، الریاض، دار عالم الکتب، ۱۴۲۳، المادۃ: ۵۷ لایتم التبرع الا بالقبض ۷۵/۱۔
Ali Haider, Durar al-Hukkām sharah Mujalla al-Ahkām, al-Riath, Dar ālam al-kotob, 1423, al-Mada La Yutimmo al-Tabaro illa bil-Qabdh,1/75

ترجمہ۔ایک ایسا عقد کہ جس میں ایک شخص دوسرے کو محض احسان کے طور پر کوئی چیز دے دے در آں حالیکہ اس شخص کے لئے کی اس چیز کا دیناواجب نہیں ہے۔"

پھر حنفیہ کے ہاں یہ بھی قاعدہ ہے کہ عقود معاوضہ میں شرط لگاناعقد کو فاسد کر دیتا ہے جبکہ عقود تبرع میں شرط فاسد خود فاسد ہو جاتی ہے اور عقد فاسد نہیں ہوتاالبتہ اس میں صرف شرط لگانے کا گناہ رہ جاتا ہے۔[6]

ڈاکٹر سلطان احمد کی رائے یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ کا معاملہ بیع الوفا جیسا ہے۔ بیع الوفاء اس بیچ کو کہتے ہیں جس میں نقدی کا ضرورت مند شخص اپنی کوئی چیز دوسرے کو اس شرط کے ساتھ بیچ دیتا ہے کہ تم اس مدت تک یہ چیز آگے کسی کو نہ بیچنا میں ہی تم سے کچھ زائد رقم ادا کر کے دوبارہ خرید لونگا۔ مثلا اپنی گاڑی پانچ لاکھ روپے کے عوض بیچتا ہے مشتری کو یہ کہتا ہے کہ ایک سال بعد میں خود تم سے پانچ لاکھ پچیس ہزار روپے میں خرید لونگا۔ تم ایک سال تک فروخت نہ کرنا۔[7]

دکتور عبدالستار ابوغدہ نے اس موقف پر کہ شرط فاسد سے بیع و دیگر معاملات مالیہ فاسد نہیں ہوتے بلکہ یہ شروط لغو ہو جاتی ہیں، مندرجہ ذیل حدیث شریف سے استدلال کیا ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں: حضرت بریرہ میرے پاس آئیں اور کہنے لگیں کہ میرے مالک نے مجھے نو اوقیہ چاندی پر مکاتبہ بنالیا ہے کہ ہر سال ایک اوقیہ ادا کر دوں، سو آپ میری مدد کیجئے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا کہ اگر تمہارے آقا چاہیں تو میں یکبارگی ساری رقم انہیں دے دوں اور تمہیں آزاد کر دوں اور تمہاری ولاء (وراثت) میری ہو جائے۔ حضرت بریرہ نے یہ بات اپنے آقا سے کی تو وہ اسی پر مصر رہے کہ وراثت انہیں ہی ملے، چنانچہ وہ میرے پاس آئیں اور یہ بات ذکر کی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے فوراً یہ جواب دیا

[6] چنانچہ علامہ کاسانی نے رہن کو شروط فاسدہ سے فاسد قرار دیا ہے اور ہبہ کو شروط فاسہ سے فاسد قرار نہیں دیا۔ والرحن حبطلہ الشروط الفاسدۃ کا سیچ بخلاف الحبۃ الکاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع: بیروت دارالکتاب العلمیۃ :۱۴۰۲/۱۴۰۲،۵،۲۔

[7] ڈاکٹر سلطان احمد اصلاحی: مشمولہ جدید فقہی مباحث، کراچی، ادارۃ القرآن، ۲۰۰۹، ص:۲۶۵۔
Dr Sultān Aḥmad Islāḥī Mashmula Jadīd Fiqhī Mabahath, Karachi, Idara al-Qurān,2009, 265

کہ اللہ کی قسم! میں ہر گز ایسا نہ کروں گی (یعنی ولاء کے حق سے دستبردار نہیں ہوں گی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ معاملہ سنا تو مجھ سے تفصیل پوچھی۔ میں نے انہیں بتادی۔ رسول اللہ نے فرمایا:

اشتریها و اعتقیها واشعرطی لهم الولاء فان الولاء ثمن اعتق، ففعلت قالت ثم خطب رسول الله عشية ، فحمد الله و أثنى عليه بما هو اهله، ثم قال: أما بعد، فمابال اقوام يشتوحلون شروط طاليس في كتاب الله عز و جل فهو باطل وان كان مائة شرط كتاب الله أحق وشرط الله اليق، ما بال وجال منكم يقول احدهم اعتق فلانا والولاء لى انما الولاء لمن اعتق

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: تم اسے خرید لو اور آزاد کر دو اور ولاء کی شرط انہی کے لیے رہنے دو اس لیے کہ بے شک ولا تو اسے ہی ملتی ہے جو آزاد کرتا ہے۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر رسول اللہ نے شام کے وقت خطبہ دیا، اللہ تعال کی تعریف کے بعد آپ نے فرمایا:

لوگوں کو کیا ہو گیا ہے ایسی شرطیں عائد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں مذکور نہیں ہیں ایسی شرطیں باطل ہیں اگرچہ وہ سو (۱۰۰) شرطیں ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی زیادہ حق پر مشتمل ہے اور اللہ پاک کی بیان کردہ شرائط ہی زیادہ پختہ اور قابل ایفاء ہیں۔ کچھ مردوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ان میں سے ایک کہتا ہے: اے فلاں! تم فلاں کو آزاد کر و اور اس کی ولاء میں لوں گا۔ یقیناً ولاء تو اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے۔[8]

استدلال اس طرح ہے کہ بریرہ کے آقا ولاء کی جو شرط لگا رہے تھے وہ شرط فاسد تھی لیکن رسول اللہ نے اس شرط فاسد پر مشتمل معاملہ کو ختم نہیں فرمایا بلکہ اس شرط کو لغو قرار دے دیا۔ معلوم ہوا کہ شرط فاسد سے اصل معاملہ فاسد نہیں ہوتا۔ شرط فاسد لغو ہو جاتی ہے۔[9]

---

[8] مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح کتاب العتق، باب انما الولا من العتق، بیروت دار احیاء التراث العربي، 1142/2
Muslim bin Ḥajjād Qushayrī, Al-Jāmi’ al-Saḥīḥ, Kitāb al-Itaq, bab innama al-Wala min al-Itaqe, Beruit, Dar Iḥyā al-Turāth al-Arabī,2/1142

[9] ڈاکٹر عبد الستار ابو غدہ نے بعض فتویٰ کو نسلوں کی طرف سے یہ دلیل ذکر کی ہے اور اس کی تائید بھی کی ہے۔ عبد الستار ابو غدہ، ڈاکٹر، بطاقة الائتمان وتكييفها الشرعي، جدة، مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، العدد السابع، ۷/۲۶۱ (ترقیم الشاملة)۔

دکتور عبدالستار ابو غدہ کی دلیل مذکور کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اس طرح کے معاملات کے اندر عموم البلوی ہے اور شرط فاسد کا مسئلہ صرف کریڈٹ کارڈ کے اندر نہیں ہے بلکہ شروط فاسدہ کا مسئلہ اور بہت ساری جگہوں میں بھی ہے۔اس لیے اگر یونہی ایک شرط فاسد کے باعث معاملات مالیہ خراب ہو جائیں تو پھر معاصر دور میں شاید ہی کوئی معاملہ درست قرار پائے گا۔ حتی کہ عام بلوں((Utility Bils اور پراپرٹی ٹیکس وغیرہ،ان سب کے اندر شرائط فاسدہ پائی جاتی ہیں، لہذا ان کی بروقت ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں عائد جرمانہ کی شق کو قبول کرنا بھی گناہ ٹھہرے گا۔[10]

مانعین کا موقف اور ان کی طرف سے جوابات:

کریڈٹ کارڈ کا معاملہ ادئیگی میں تاخیر کی صورت میں سود ادا کرنے کی شرط فاسد کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔اس شرط فاسد کے ہوتے ہوئے اس معاملہ میں فریق بن کر کریڈٹ حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔ان حضرات کی طرف سے مجوزین کے دلائل کے جوابات مندرجہ ذیل ہیں:

مفتی محمد فاروق اور مجلس شرعی مبارکپور دونوں کے دلائل کو ملایا جائے تو مضبوط دلیل اس طرح قائم ہو گی کہ عقد تبرع تو ویسے بھی شروط فاسد سے فاسد نہیں ہوتا، پھر جہاں شرط کا عائد کرنا ایک فریق کے اختیار میں بھی نہ ہو اور اس معاملہ میں اسے فوائد بھی ہوں اور اس کا عزم بھی اس شرط پر عمل کرنے کا نہ ہو تو وہ پھر محض ایک لفظی یا تحریری بے معنی شرط رہ جائے گی۔

مجلس شرعی مبارکپور نے جو یہ فیصلہ دیا ہے کہ عاقد کا عزم ایسی شرط فاسد پر عمل نہ کرنے کا ہے تو عرض یہ ہے کہ عزم کا معامہ تو ہر حال دل سے متعلق ہے اور علام الغیوب ہی جانتا ہے۔ عمل جو عزم پر ایک پختہ دلیل ہے وہ تو یہی ظاہر کرتا ہے کہ بے عملی کے اس سیلاب میں اسی فیصد لوگ جلد یا بدیر اس کارڈ کے ذریعے سودی چکر میں پھنس کر رہتے ہیں۔احوال زمانہ سے واقف شاید ہی کوئی شخص اس کا انکار کرے۔ رہا خطر طریق سے حفاظت کا فائدہ تو وہ ڈیبٹ

[10] محمد تقی عثمانی، بطاقات المعاملات المالی، دراستہ فتحیہ تحلیلہ، جدہ، مجمع الفقہ الاسلامی، ۱۰ /۱۲۳۹
Muḥammad Taqī Uthmānī, Bitāqāt al- Mu’amlāt al-Mālī, Derasah Fatḥiya Taḥlilia, Jadda, Majma al-Fiqh al-Islāmī,10/1239

کارڈ سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ پھر یہ کہنا کہ یہاں معاملہ میں شرط فاسد عائد نہ کرنا، حامل کارڈ کے بس سے باہر ہے۔ اس لیے اس کے لیے اجازت ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ حاصل کرنا کون سی ایسی ضرورت شدیدہ ہے کہ اس کے لیے شرط فاسد والے معاملہ ہی میں داخل ہوا جائے۔[11]

جہاں تک اس عقد کا عقد تبرع ہونا ہے تو یہ امر اس صورت میں شاید قابل قبول ہوتا جب کارڈ کے ذریعے نقد رقم حاصل کرتے وقت سود عائد نہ ہوتا لیکن جب دو معاملات (خریداری یا نقد رقم کا حصول) میں سے ایک میں بہر صورت سود عائد ہوتا ہی ہے تو پھر یہ عقد تبرع نہ رہا بلکہ سودی قرض بن گیا۔ قرض مشروط بالنفع عقد تبرع نہیں بلکہ سود ہے۔ پھر بالفرض اگر یہی تسلیم کر لیا جائے کہ یہ عقد تبرع ہے پھر بھی سود کی ادائیگی کی شرط کو تسلیم کرنا کیا غیرت ایمانی کے خلاف نہیں؟

نیز شرط فاسد والے معاملہ کو قبول کرنا تو بہر حال گناہ ہے۔[12] کریڈٹ کارڈ کے معاملہ کو بیع الوفاء پر قیاس کر کے اس سے استدلال کرنا اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک یہ تسلیم نہ کر لیا جائے کہ حامل کارڈ نے وہ چیز تاجر سے نہیں بلکہ بینک سے خریدی ہے اور اب خاص مدت میں رقم ادا نہ کرنے کی صورت میں وہ گویا اس سے زیادہ قیمت پر خرید رہا ہے جو پہلے طے ہوئی تھی۔ اگرچہ یہ استدلال اس مذکورہ بالا توجیہ کے بعد بھی نہایت کمزور ہے اور اس کی کمزوری واضح ہے۔ تاہم اسے صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو نقد رقم لینے کی صورت میں اس نقد رقم پر زیادتی کو بیع الوفاء پر کس طرح قیاس کیا جا سکتا ہے کیونکہ کوئی سامان (Commodity) درمیان میں نہیں ہے۔ ڈاکٹر ابو غدہ کی پیش کردہ حدیث شریف کے سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ یہ حدیث شریف ان مشکل احادیث میں سے ہے ان کے حل کے لیے علماء و محدثین نے مختلف توجیہات کی ہیں کیونکہ معاملہ اس شرط فاسد کا نہیں بلکہ نبوت کی صداقت و امانت کا ہے

---

[11] ڈاکٹر عبدالباسط خان، کریڈٹ کارڈ شرعی حدود و قیود: الاضواء، جلد: ۲۷، شمارہ: ۳۸، دسمبر ۲۰۱۲م، ص ۱۲۱۔
Dr Abdul Bāsit Khān, Credit Card Shari'ī Ḥudood o Quyud:Al-Azva, V. 27, Issue 38, December 2012, P. 121

[12] ایضاً۔

Ibid

بظاہر تو معاذ اللہ یوں لگتاہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جانتے ہوئے کہ یہ شرط پوری نہیں ہو سکتی اس شرط پہ معاملہ کرنے کا حکم دے دیا اور یوں یہ خداع ودھوکہ کا معاملہ ہو گیا۔[13]

علماء محدثین کی توجیہات میں سے سب سے عمدہ توجیہ یہ ہے کہ رسول اللہ اس معاملہ کو بہت شدت اور سختی کے ساتھ بیان کرنا چاہتے تھے تاکہ کوئی شخص آئندہ ایسی خلاف شرع شرط عائد کرنے کا سوچ بھی نہیں۔ اس لیے آپ نے فرمایا ما بال اقوام کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کا اسلوب اختیار فرمایا ہے جو زجر وتوبیخ والا اسلوب ہے۔[14]

دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث مبارک کی اس توجیہہ کے بعد اب اس سے صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ ہر وہ عقد جس میں شرط فاسد عائد کی گئی ہو اگر اس شرط کے باقی رکھتے ہوئے کیا جائے تو عقد شرعی طور پر منعقد ہو جائے گا اور وہ شرط لازم لانہ ہو گی۔ لیکن وہ شرط چونکہ خلاف شرع ہے لہذا اس مشروط غیر شرعی معاملہ پر گناہ سے دونوں فریق بچ نہیں سکتے۔ اب ظاہر ہے کہ جب کسی ایسے معاملہ میں ایک فریق بالکل بے بس ہو اور وہ معاملہ کرنے پر ایسا مجبور ہو کہ حالت اضطرار متحقق ہو جائے پھر ہی اسے اس کی اجازت دی جا سکتی ہے اور کریڈٹ کارڈ بنوانا اور استعمال کرنا ضرورت تو کیا، شاید حاجت کے درجے میں بھی نہ ہو۔ کریڈٹ کارڈ سے وابستہ تمام فوائد ادھار کے سوا، ڈیبٹ کارڈ سے حاصل ہو جاتی ہیں۔ اس لیے صرف ایک صورت باقی رہ جاتی ہے اور وہ یہ کہ کوئی ادائیگی کرنا ضروری ہو اور صرف کریڈٹ کارڈ ہی کے ذریعے ہو سکتی ہو ایسا کارڈ صرف اس خاص ادائیگی کے لیے استعمال کرنے کی اجازت ہو گی۔[15]

---

13 ڈاکٹر عبدالباسط خان، کریڈٹ کارڈ شرعی حدود وقیود: الاضواء، جلد: ۲۷، شمارہ: ۳۸، دسمبر ۲۰۱۲م، ص ۱۲۱۔
Dr Abdul Bāsit Khān, Credit Card Shari'ī Ḥudood o Quyud:Al-Azva, V. 27, Issue 38, December 2012, P. 121

14 احمد بن علی ابن حجر العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، بیروت دار المعرفۃ، ۱۳۷۹، ۵ / ۱۹۰، ۱۹۲
Aḥmad bin Ali bin Ḥajar Asqlānī, Fath al-Bārī sharah Saḥiḥ Bukhārī, Beruit, dar al-Marafah, 1379, 5/ 190-192

15 ضرورت واضطرار کے وقت کریڈٹ کارڈ کے استعمال کی اجازت معاصر مانعین علماء میں سے ڈاکٹر عبدالواحد نے ذکر کی ہے۔ عبدالواحد، مفتی ڈاکٹر جدید معاشی مسائل اور حضرت مولا تقی عثمانی کے دلائل کا جائزہ، کراچی مجلس نشریات اسلام، ۲۰۰۸، میں ۱۷۲۔
Muftī Dr Abdul Wāḥid, Jadeed Mu'āshī Masayl aor Ḥathrat Moulana Taqī Uthmānī ky Dalail ka Jaiza, P 172

کریڈٹ کارڈ کے اجراء تجدید، ایڈوانس تجدید اور متبادل کارڈ کے اجراء پر مختلف فیسیں بھی عائد ہوتی ہیں، یہ تمام فیسیں چونکہ رقم کے زائد اور کم ہونے سے متعلق ہو کر گھٹی بڑھتی نہیں ہیں لہذا انہیں حق الخدمت قرار دے کر ادا کرنا درست معلوم ہوتا ہے۔

بینک کا تاجر سے کمیشن وصول کرنا کیسا ہے؟

متعلقہ بنک اس تاجر کو جس کے ہاں حامل کارڈ نے خریداری کی ہے، مطلوبہ رقم ادا کرتے وقت کل رقم پر تین (۳) فیصد کٹوتی کرتے ہیں۔ آنے والے صفحات میں اس مسئلہ کی شرعی حیثیت پر روشنی ڈالی جائے گی کہ بنک کا اس تاجر سے کمیشن کی صورت میں کل رقم پر تین فیصد کٹوتی کرنا کیسا ہے؟

مجوزین اس کمیشن کی سب سے مضبوط توجیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ بنک نے کارڈ کے ذریعے گاہک (Card Holder) کو تاجر سے ملوایا ہے۔ لہذا یہ کمیشن اس دلالی (Brokerage) کی اجرت ہے۔[16]

یہ توجیہہ اس لیے غلط ہے کہ دلالی تو کوئی خاص سودا کرانے میں بائع و مشتری کے ملانے کو کہتے ہیں۔ بینک مختلف قسم کے دکانداروں کو مشین فراہم کرتے ہیں اور اس کا کرایہ ان سے علیحدہ سے وصول کرتے ہیں، پھر حاملین کارڈ کو ان دکانداروں سے سودا خریدنے کی ترغیب دیتے ہیں اس سے زیادہ بنک کا کوئی اور وظیفہ عمل نہیں ہے۔ پھر حامل کارڈ جس سے چاہتا ہے سودا خریدتا ہے۔ یہاں دلالی (سمسارۃ) کی حقیقت سرے سے موجود ہی نہیں۔ نیز دلال دونوں پارٹیوں میں سے کسی کا بھی ضامن نہیں ہوتا وہ صرف رابطہ کار کا کردار ادا کرتا ہے جبکہ کریڈٹ کارڈ کے معاملہ میں کارڈ جاری کرنے والی کمپنی یا بینک کارڈ ہولڈر کے ضامن ہوتے ہیں اور اس بات کی ضمانت (Guarantee) فراہم کرتے ہیں کہ وہ تاجروں کو اپنے تعمیل (Card Holder) کی خرید کردہ اشیاء کی قیمت ادا کریں گے۔[17]

---

[16] محمد تقی عثمانی، بطاقات المعاملات المالیۃ، دراسۃ فتحیۃ تحلیلیۃ، جدہ مجلہ مجمع فقہ الاسلامی، ۱۰/ ۱۲۳۰۔
Muḥammad Taqī Uthmānī, Bitaqāt al- Mu’amlāt al-Malia, Derasah Fathiya Tahlilia, Jadda, Majma al-Fiqh al-Islami,10/1230

[17] ڈاکٹر نور احمد شاہتاز، کریڈٹ کارڈ (تاریخ۔تعارف۔شرعی حیثیت): ص: ۳۲۔
Dr Noor Aḥmad Shahtāz, Credit Card, Tarik-Taruf- Shar’ī Hathiyat,P 32

دوسری توجیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہ کمیشن درحقیقت وکالت بالاجرۃ ہے۔ کیونکہ تاجر نے گویا بنک کو اپنا وکیل مقرر کیا ہے کہ وہ گاہک سے قرض وصول کرے۔[18]

یہ تاویل اس لیے غلط ہے کہ جب گاہک نے دکاندار سے سودا خریدا تو اس نے تاجر کو بنک کے حوالے کر دیا تو یہ حوالہ قبول کرنے کی اجرت ہوئی جو ضابطہ کے خلاف ہے۔ لہذا اس پر کسی قسم کی اجرت لینا اور اسے حوالہ یا ضمان قبول کرنے کی اجرت کا نام دینا درست نہیں ہے۔

یہ توجیہہ کہ یہ کمیشن ان خدمات کے مقابلے میں ہے جو تاجر کو بنک نے فراہم کی ہیں اس لیے غلط ہے کہ خدمات تو سودے کی قیمت کے ساتھ ساتھ گھٹتی بڑھتی نہیں حالانکہ یہاں کل خریداری کے تین (۳) فیصد کی بنک کٹوتی کرتا ہے۔[19]

یہ توجیہہ کہ بنک نے جو خدمات گاہک کو فراہم کی ہیں، یہ ان کا بدلہ ہے۔ گویا جب گاہک نے مثلاً (۱۰۰) روپے کی خریداری کی تو ستانوے (۹۷) روپے چیز کی قیمت ہوئی اور تین (۳) روپے بنک کی خدمات کا معاوضہ ہے۔ یہ تاویل اس لیے غلط ہے کہ تاجر گاہک کو ۹۷ روپے کی بجائے ۱۰۰ روپے کا بل بنا کر دیتا ہے۔ نیز یہ کہ بنک خود اسے تاجر کے نام پر کمیشن کہہ کر کاٹتا ہے۔ پھر یہ بھی کہ بنک پہلے ہی فیس کے نام پر گاہک سے ایک معتد بہ رقم خدمات وسہولیات کے معاوضہ کے طور پر لے چکا ہے۔

البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ مغربی ممالک میں اب کریڈٹ کارڈ کے ذریعے خریداری کا رواج اتنا عام ہے کوئی تاجر اپنے ہاں یہ سہولت فراہم نہ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اس لیے جہاں جہاں اس کا رواج عام اور شائع ہے وہاں وہاں شاید تاجر کے لیے اس سہولت کے فراہم کرنے کی گنجائش نکل سکتی ہے البتہ بنک اس سے جو کمیشن وصول کرتا ہے وہ کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔

---

[18] مولانا محمد اسامہ، کریڈٹ کارڈ کے شرعی احکام، کراچی، دار الاشاعت، ۲۰۰۵، ص: ۴۲۔

Muḥammad Usama, Credit Card ky Shari'ī Ahkam, Karachi, Dar al Asha'at, 2005, P 42

[19] مفتی ڈاکٹر عبد الواحد، جدید معاشی مسائل اور حضرت مولانا تقی عثمانی کے دلائل کا جائزہ ص: ۱۴۹

Muftī Dr Abdul Wāḥid, Jadeed Mu'āshī Masayl aor Ḥathrat Moulana Taqī Uthmānī ky Dalail ka Jaiza, P 149

صادق کریڈٹ کارڈ:

یہ کارڈ پاکستان میں استعمال ہونے والا پہلا مکمل اسلامی کریڈٹ کارڈ تصور کیا جاتا ہے جسے سٹینڈرڈ چارٹرڈ بینک (Standard Chartered Bank) نے متعارف کرایا ہے۔اس کارڈ کا طریقہ کار یہ ہے کہ حامل جب اس کارڈ کے ذریعہ خریداری کرے گا تو اس مخصوص مدت میں جو اسے اس قرض کو ادا کرنے کے لیے دی جاتی ہے اگر وہ رقم ادا کر دے تو اس پر کوئی جرمانہ عائد نہیں ہوتا، البتہ اگر وہ مخصوص مدت میں اس مطلوبہ رقم کا کم سے کم یونٹ بھی جمع کرادے تو بقیہ رقم کو ایک خاص اکاؤنٹ میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ اس خاص اکاؤنٹ کو خدمات کا اکاؤنٹ (Service Account) کہا جاتا ہے۔ پھر اس اکاؤنٹ کی دیکھ بھال کی فیس (Maintnance Fee) وصول کی جاتی ہے۔ فیس کی یہ رقم متعین ہے اور ماہانہ بنیاد پر وصول کی جاتی ہے۔ اگر حامل بجائے خریداری کے اس کارڈ کے ذریعہ نقد رقم نکلوائے یا پے آرڈر بنوائے تو متعین حق الخدمت (Fixed Service Charges) تقریباً پانچ سو (۵۰۰) روپے وصول کیے جاتے ہیں۔ یہ بھی اس نکلوائی گئی رقم کے گھٹنے بڑھنے کے ساتھ معلق نہیں ہوتے، حامل خواہ دس ہزار (۱۰۰۰۰) نکلوائے یا بیس ہزار (۲۰۰۰۰) پانچ سو (۵۰۰) روپے ہی ادا کرنا ہوں گے۔ پھر اگر وہ شخص یہ قرض مقررہ مدت میں ادا کر دے تو اسے کوئی فیس ادا نہ کرنی ہوگی۔

البتہ مقررہ وقت کے بعد یہ رقم بھی اسی خدمت اکاؤنٹ (Service Account) میں ڈال دی جاتی ہے اور اس پر وہی متعین حق الخدمت Fixed Service Charges وصول کیا جاتا ہے۔[20]

صادق کریڈٹ کارڈ اور عام کریڈٹ کارڈ میں فرق:

صادق کریڈٹ کارڈ اور عام کریڈٹ کارڈ میں فرق مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ عام کریڈٹ کارڈ میں نقد رقم پر پہلے ہی دن سے سود وصول کیا جاتا ہے اور قرض ادا نہ کرنے کی صورت میں بھڑتا چلا جاتا ہے۔ نیز وہ قرض کے حساب سے بڑھتا ہے۔ یہاں صرف متعین حق الخدمت ہے۔ خریداری کی

---

[20] مفتی ڈاکٹر عبدالواحد، جدید معاشی مسائل اور حضرت مولانا تقی عثمانی کے دلائل کا جائزہ ص:۱۲۸۔
Muftī Dr Abdul Wāḥid, Jadeed Mu'āshī Masayl aor Ḥathrat Moulana Taqī Uthmānī ky Dalail ka Jaiza, P 128

صورت میں بھی تمام کریڈٹ کارڈ میں طے شدہ مدت کی ادائیگی کرنے پر سود، مدت اور قرض، رقم کے اعتبار سے بڑھتا جاتاہے۔ جبکہ صادق کریڈٹ کارڈ میں ایسا نہیں ہے۔[21]

صادق کریڈٹ کارڈ کی شرعی حیثیت: البتہ اس کارڈ کے استعمال پر بھی چند اشکالات موجود ہیں:

پے آرڈر بنوانے کی صورت میں فیس لینا تو شاید کوئی مثبت توجیہ رکھتا ہو، البتہ نقد رقم نکلوانے پر فیس (Advance Cash Fee) کسی اعتبار سے بھی درجہ جواز کو نہیں پہنچتی ۔ خدمت اکاؤنٹ Service Account میں رقم منتقل ہونے پر ماہانہ دیکھ بھال کی فیس (Maintenance Fee) اگرچہ قرض رقم اور مدت کے ساتھ گھٹتی بڑھتی نہیں ہے۔تاہم کارڈ کی تجدید کے ساتھ ساتھ توضرور گھٹی بھڑتی ہے۔

A fixed fee is charged for maintenance of the service account and continued usage. The fee would very for different cad types (classic, Blue-golel and Golden plus).

ظاہر ہے کہ اگر کارڈ کی تجدید ((Limit دولاکھ ہے تو خواہ بیس ہزار (۲۰۰۰۰) نکلوائے ماہانہ دیکھ بھال کی نہیں مثلاً دو ہزار (۲۰۰۰) کی بجائے چار ہزار (۴۰۰۰) ہو جائے گی حالانکہ اگر کارڈ ایک لاکھ (۱۰۰۰۰۰) کی تجدید (Limit) والا ہوتا تو یہی فیس دو ہزار (۲۰۰۰) ہوتی اس کا مطلب یہ ہوا کہ رقم کے ساتھ فیس ایک اعتبار سے توضرور گھٹتی بڑھتی ہے۔

ماہانہ دیکھ بھال کی فیس (Maintenance Fee) کی بھی کوئی فقہی توجیہ راقم الحروف کی نظر سے نہیں گزری نہ ہی قول فیصلہ اس کی کوئی مثبت تاویل تلاش کر پائی۔ نیز یہ خدمت اکاؤنٹ (Service Account) جب اجتماعی ہے تو پھر کلاسک (Classic) کلاسک بلیو(Classic Blue)، گولڈ (Gold) اور گولڈ پلس پر یہ فیس مختلف کیوں ہے۔ یہ تو محض سود کو ایک نئی شکل کے ذریعے رواج دیناہے۔(Gold Plus)

---

[21] ڈاکٹر عبدالباسط خان، کریڈٹ کارڈ۔ شرعی حدود و قیود (ایک تحقیق جائزہ): (ششماہی)، الاضواء: ۱۶۴، ۱۶۵۔
Dr Abdul Bāsit Khan, Credit Card Shari'ī Ḥudood o Quyud:Al-Azva, V. 27, Issue 38, December 2012, P.164-165

خلاصہ بحث:

1۔ڈیبٹ کارڈ (Debit Card)کا استعمال جائز ہے۔

2۔ کریڈٹ کارڈ کے استعمال کے بارے میں علماء کے ایک گروہ کا مؤقف یہ ہے کہ انسان کو اگر یقین بھی ہو کہ وہ مذکورہ کارڈ کے استعمال میں سود کی نوبت نہیں آنے دے گا اور بروقت قیمت کی ادائیگی کر دے گا، پھر بھی اس کا استعمال ناجائز ہے۔ جبکہ دوسرے گروہ کا موقف یہ ہے کہ جب بروقت ادائیگی کی غالب امید ہو تو اس کارڈ کا استعمال جائز ہے۔ مؤلف کے نزدیک کریڈٹ کارڈ کا استعمال شرعی اعتبار سے جائز نہیں ہے کیونکہ اسے ضرورت تو دور کی بات، حاجت کے درجہ میں بھی نہیں رکھا جا سکتا، اس لیے بلاضرورت شرعی اس کا استعمال ناجائز ہے۔ ہاں اگر کوئی ادائیگی صرف اس کارڈ کے ذریعے ہوتی ہو اور اس کے علاوہ وہ ادائیگی ممکن ہی نہ ہو اور اس رقم کو ادا کرنا بھی ضروری ہو تو صرف ایسی صورت میں اس کارڈ کا استعمال جائز ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر کوئی ادائیگی صرف اس کارڈ کے ذریعے ہوتی ہو اور اس کے علاوہ وہ ادائیگی ممکن ہی نہ ہو اور اس رقم کو ادا کرنا بھی ضروری ہو تو صرف ایسی صورت میں اس کارڈ کا استعمال جائز ہو سکتا ہے سب سے آخر سے اس عبارت کو حذف فرمادیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.